سُورہ ابراھیم

سُورہ ابراہیم بھی مکّی سُورتوں میں سے ہے ان سُورتوں میں رسالت و نبوّت کا اثبات اور توحیدِ باری ہی کے دلائل کثرت سے ہیں جیسا کہ مدینہ منورہ میں نازل ہونے والی سُورتوں میں احکام زیادہ ہیں اس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا قصّہ بھی بطور دلیل ارشاد ہُوا ہے لہٰذا اس کا نام ہی سُورہ ابراہیم ہے۔

رکوع نمبر ۱ — آیات ۱ تا ٦ — وما أبرئ ۱۳/۱۴

سُورَةُ إِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ
مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (۱)
اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ
عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ (۲)
الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا
عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ
ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ (۳)
وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ
قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۴)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ
قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ
بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

سُورہ ابراہیم مکّی ہے اور اس میں باون آیتیں اور سات رکوع ہیں

شروع خدا کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○
الرا (یہ) ایک (پُر نور) کتاب (ہے) اسکو ہم نے تم پر اسلئے نازل کیا ہے کہ
لوگوں کو اندھیرے سے نکالکر روشنی کیطرف لے جاؤ (یعنی) انکے
پروردگار کے حکم سے غالب اور قابلِ تعریف (خدا) کے رستے کیطرف (۱)
وہ خدا کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے
سب اُسی کا ہے۔ اور کافروں کے لئے عذابِ سخت
(کی وجہ) سے خرابی ہے (۲)
جو آخرت کی نسبت دُنیا کو پسند کرتے اور (لوگوں کو)
خدا کے رستے سے روکتے اور اس میں کجی
چاہتے ہیں۔ یہ لوگ پرلے سرے کی گمراہی
میں ہیں (۳)
اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا
تھا تاکہ انہیں (احکامِ خدا) کھول کھول کر بتا دے
پھر خدا جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے ہدایت
دیتا ہے اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے (۴)
اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر بھیجا کہ اپنی قوم کو
تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے جاؤ۔ اور اُن کو خدا کے
دن یاد دلاؤ۔ اور اس میں ان لوگوں کے لئے جو صابر و

ABRAHAM
Revealed at Mecca

In the name of Allah, the Beneficent, the Merciful.

1. Alif. Lâm. Râ. (This is) a Scripture which We have revealed unto thee (Muhammad) that thereby thou mayst bring forth mankind from darkness unto light, by the permission of their Lord, unto the path of the Mighty, the Owner of Praise,

2. Allah, unto Whom belongeth whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth. And woe unto the disbelievers from an awful doom;

3. Those who love the life of the world more than the Hereafter, and debar (men) from the Way of Allah and would have it crooked: such are far astray.

4. And We never sent a messenger save with the language of his folk, that he might make (the Message) clear for them. Then Allah sendeth whom He will astray, and guideth whom He will. He is the Mighty, the Wise.

5. We verily sent Moses with Our revelations, saying: Bring thy people forth from darkness unto light. And remind them of the days of Allah. Lo! therein are revelations for each steadfast, thank-

صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۵﴾
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ
اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ
يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ
اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ
ع ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿۶﴾ ۱۴

شاکر ہیں (قدرتِ خدا کی) نشانیاں ہیں ﴿۵﴾
اور جب موسٰی نے اپنی قوم سے کہا کہ خدا نے جو تم پر مہربانیاں
کی ہیں انکو یاد کرو جبکہ تم کو فرعون کی قوم (کے ہاتھ) سے مخلصی
دی۔ وہ لوگ تمہیں بڑے عذاب دیتے تھے اور تمہارے بیٹوں کو
مار ڈالتے تھے اور عورت ذات (یعنی تمہاری لڑکیوں) کو زندہ رہنے
دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے بڑی (سخت) آزمائش تھی ﴿۶﴾

ful (heart).

6. And (remind them) how Moses said unto his people: Remember Allah's favour unto you when He delivered you from Pharaoh's folk who were afflicting you with dreadful torment, and were slaying your sons and sparing your women; that was a tremendous trial from your Lord.

اسرار و معارف

آلرٰ - کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ...... ۱ تا ۶

آلرٰ حروفِ مقطعات ہیں اور اس کے بعد ارشاد ہے کہ

کتاب کی عظمت

یہ عظیم الشان کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی تاکہ آپ لوگوں کو ان کے پروردگار کی اجازت سے تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائیں۔ سب سے پہلے تو کتاب کی عظمت کا اظہار ہے کہ یہ اللہ کریم کا ذاتی کلام ہے اور کلامُ الملوک ملوکُ الکلام کہ بادشاہوں کا کلام۔ کلام کا بادشاہ ہُوا کرتا ہے کے مصداق بہت ہی عظیم الشّان ہے پھر ظاہراً کمال یہ ہے کہ ادبی لحاظ سے کوئی بڑے سے بڑا ادیب ایک جملے کے مقابلے میں جُملہ لانے کی جرأت نہیں کر سکتا انسانی زندگی کے ہر پہلو پہ راہنمائی اور اس کا معیار یہ کہ ساری انسانیت کے لیے بیک وقت قابلِ عمل سارے زمانوں کے لیے حرفِ آخر اور ہر موضوع پر، خواہ سیاسیات ہوں یا سلطنت کے امور معاشیات ہوں یا اخلاقیات، جنگ ہو یا صلح تعلیم و تعلم کا میدان ہو یا سائنسی تحقیقات کا دائرہ کار بندے کا بندے سے رشتہ زیرِ بحث ہو یا بندے کا رشتہ اپنے رب سے تمام اُمور میں مکمّل راہنما اور

عظمتِ رسالتؐ

پھر عظمتِ رسالتؐ کہ اتنی عظیم الشّان اور بے مثل کتاب کے مخاطبِ اوّل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسے سمجھنا بھی آپؐ کا منصبِ عالی اور اس کی برکت سے سینوں سے کفر اور معصیت کی تاریکی نکال کر انہیں نورِ معرفت سے روشن کر دینا بھی آپؐ کا کام صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو گویا جس طرح وحی کو سُننا صرف رسولُ اللہ کا مقام ہے اسے سمجھنا

بھی آپؐ کا منصبِ عالی ہے اور وہی مفہوم معتبر ہوگا جو آپؐ نے صحابہ کو سکھایا آپؐ کے رُوبرو اس پر عمل ہُوا اور یوں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کے امین ٹھہرے جنہوں نے پُوری انسانیت تک یہ پیامِ حیات پہنچایا آج بھی وہ معنیٰ جو صحابہؓ کی روایت کے خلاف ہو ذرّہ برابر وقعت نہیں رکھتا بلکہ قرآن کا معنی نہ ہوگا کتاب کی تحریف کے زمرہ میں آئے گا۔

دوسرے یہ کہ قرآن کا نزول ہی اس لیے ہُوا کہ لوگ اسے پڑھیں سمجھیں اور عمل کریں یہ محض جھاڑ پھونک کی کتاب نہیں یہ پیامِ حیات ہے نہ صرف یہ کہ آسانی سے مرنے کے لیے مریض کے سرہانے پڑھا جائے یا صرف مرنے والوں کو بخشوانے کے لیے پڑھا جائے بلکہ اصل مقصد سمجھنا اور عمل کرنا ہے۔ مگر اس

تلاوتِ کتاب کا اثر

کے باوجود اس کی ذات میں ایک نُور موجود ہے جو مطلق تلاوت سے بھی حاصل ہو سکتا ہے اگر کوئی معنی نہ جانتا ہو تو بھی مسلسل تلاوت دل میں ایک خاص نُور پیدا کر دیتی ہے جس کے باعث گناہ سے نفرت اور نیکی سے محبّت پیدا ہو جاتی ہے مگر یہ سب کچھ ایک اور صرف ایک شرط کے ساتھ ممکن ہے کہ قرآن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا جائے۔ درحقیقت ربوبیت نے جس طرح وجود بخشا اور ایک انسانی وجود کی خاطر ایک بہت بڑا وسیع نظام تخلیق فرمایا سُورج، چاند، ستارے، بادل، بارش اور ہَوا، پہاڑ وادیاں میدان اور صحرا، ندی نالے اور سمندر یہ رنگا رنگ مخلوق، پھل پھُول سبزیاں اور غذا، شب و روز کی آمد و شد، موسموں کا تغیّر و تبدل یہ سب کیا ہے انسانی وجود کی ضروریات کو پُورا کرنے کے اسباب جو ربوبیتِ باری نے انسان کے گرد پھیلا دیئے پھر عالمِ ملکوت اور فرشتے ایک الگ سے نظر نہ آنے والی وسیع دُنیا جو اس عالم کے پورے نظام کی ترتیب اور چلانے کا کام کرتا ہے پیدائش اور موت، رزق، صحت، بیماری وغیرہ سب کا ایک مرتّب شدہ نظام رواں دواں رکھنے کی خدمت پہ مامور ہے۔ ایسے انسان میں صرف وجود نہیں بلکہ رُوح بھی ہے جو حقیقی انسان کہلانے کی مستحق ہے یہ وجود تو اس کا لباس کہہ لیں سواری کہہ لیں یا دُنیا میں قیام اور کام کرنے کا آلہ ہے یہ رُوحِ انسانی ان تمام جہانوں سے بالاتر جہاں دائرہ تخلیق ختم ہوتا ہے وہاں سے شروع ہونے والے عالمِ امر سے

متعلق ہے امر اللہ کی صفت ہے اور رُوح کا تعلق اللہ ہی جانے کیسا ہے۔ کیفیت وکمیت کو جاننا اللہ کا کام ہے مگر یہ ضرور فرما دیا کہ رُوح امر ربی سے ہے اب ظاہر ہے کہ مادی جسم کے لیے جس قدر وسیع اہتمام فرمائے گئے یہ صرف اسی کی عظمت کو سزاوار ہے تو رُوح کے لیے اس کی غذا دوا اور آرام وسکون کے لیے اہتمام نہ فرمانا تو شانِ ربوبیت کو زیب نہ دیتا تھا اور عقلاً بھی یہ بات محال ہے کہ ادنیٰ کے لیے تو اتنا اہتمام اور اعلیٰ کو محروم کر دیا جائے تو ربِّ جلیل نے اپنی کتاب اپنا ذاتی کلام نازل فرما کر رُوح کی تمام ضروریات کی تکمیل فرما دی کہ عالمِ آب وگل میں جسم کے سارے افعال رُوح پر اپنا اثر چھوڑتے ہیں تو ان سب کرداروں کو اپنے حکم کے تابع فرما کر ایسا کر دیا کہ بہترین اثر پیدا کریں اگر انسانی کمزوری کے باعث ٹھوکر لگے تو توبہ کا علاج تجویز فرما دیا اور یہ سب نظام نسانی ضرورت کے مطابق چلتا رہا۔ اب کلامِ باری کو سُننا سمجھنا یہ ہر انسان کے بس کی بات نہ تھی اس کے لیے وہ لطافت اور پاکیزگی ضروری تھی جو فرشتوں سے بھی بالاتر ہو تو یہ شان انبیاء کو عطا فرمایا اور یوں وقتاً فوقتاً اللہ کے نبی مبعوث ہو کر کلام اللہ کے بندوں تک پہنچاتے رہے تا آنکہ ایسا عظیم الشان رسُول ﷺ مبعوث ہوا جو سب نبیوں کا بھی نبی امام اور پیشوا ٹھہرا اسے ایسی عظیم کتاب عطا ہوئی جو ساری انسانیت کی راہنمائی کے لیے سارے زمانوں میں کافی ہے اور جس میں وہ نُور سمو دیا جو تمام انسانی ارواح کو سارے کمالات اور سب بلندیوں تک پہنچانے کے لیے کفایت کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے یہ کیفیت اسی منبع نور سے حاصل کی جائے گی جس پر اللہ کی طرف سے اس کا نزول ہوا اور یوں منشائے ربوبیت اپنی تکمیل کو پہنچتا رہے گا اور آپؐ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر نُور اور روشنی میں لائیں جو اس غالب اور بہت زیادہ تعریف کیے گئے اللہ کا راستہ ہے جو ارض وسما اور ما فیھا کا اکیلا مالک ہے۔

تاریکی اور روشنی

تاریکی اور روشنی سے مراد یہ ظاہری آنکھوں سے دکھائی دینے والا اندھیرا اُجالا نہیں بلکہ اس سے مراد عقائد نظریات اور فکر وعمل کا اندھیرا یا اُجالا ہے اگر عقیدہ خراب ہو تو دل میں ظلمت پیدا ہوتی ہے جو ہر بُرے عمل سے بڑھتی رہتی ہے اور یوں کافر کا دل مزید تاریکیوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں سے واپسی بھی ممکن

نہیں رہتی ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ اب انہیں ہدایت نصیب نہ ہوگی اور جب کسی کو ایمان نصیب ہوتا ہے تو صرف ایمان قبول کرنا اتنا بڑا کام ہے کہ عمر بھر کے کفر نیز گناہوں کی تاریکی کو دھو دیتا ہے۔ یہ نور نبی کریم ﷺ کے قلبِ اطہر سے نصیب ہوتا ہے۔ پھر آپؐ کی اطاعت اس کے بڑھنے اور زیادتی کا باعث بنتی ہے اور یوں مومن مسلسل اکتسابِ نور کرتا رہتا ہے۔ تیسرا اور اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نصیب ہُوا کہ آپؐ کی صحبت میسّر آئی تو بیک نگاہ نہ صرف قلب بلکہ سارا وجود منوّر ہو کر اللہ کا ذکر کرنے لگ گیا اور یوں اللہ کی اطاعت ان کے دل کی چاہت بن گئی۔ پہلے دو طریقے علماء حق کے ہیں کہ دعوتِ ایمان بھی دیتے ہیں اور اطاعت کی ترغیب بھی۔ یوں جو خوش نصیب ایمان قبول کرتا ہے اور اطاعت کے لیے کوشش کرتا ہے اسے اس کی طلب کی گہرائی کے مطابق ایمان نصیب ہوتا رہتا ہے۔ اور تیسرا طریقہ صوفیاء کا ہے جنہوں نے متقدمین کی صحبتوں سے نورِ قلب حاصل کیا ہوتا ہے اور اپنے ہم نشینوں میں بانٹتے ہیں۔ جس جس کو یہ نعمت نصیب ہوتی ہے اس کے نتیجہ میں اس کے اعمال اور عقائد سدھرنا شروع ہو جاتے ہیں اور یہی فیض کہلاتا ہے کہ انسان کے اندر اس کے دل میں ایسی تبدیلی آئے کہ وُہ حق کے سوا کچھ قبول نہ کرے اور نافرمانی سے بچنے کی بھرپور کوشش کرتا رہے۔ رہے کافر یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے کو تاریکی ہی کا باسی بنا لیا تو انہوں نے خود اپنی بربادی کو آواز دی ہے چنانچہ انہیں بہت شدید عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ آخر انہوں نے ایسا کیوں کیا۔

کفر اور نافرمانی کا بنیادی سبب

قرآن حکیم اس کی وجہ حبِ دُنیا کو قرار دیتا ہے کہ ایمان کا معنیٰ یہ ہے کہ دُنیا کو اللہ کے حکم کے مطابق حاصل بھی کیا جائے اور اسی کے حکم کے مُطابق خرچ یا استعمال بھی کیا جائے۔ مگر انسان چاہتا ہے کہ اپنی پسند سے جو چاہے کرے۔ اب جو اس اندھی طلب میں گرفتار ہوئے انہوں نے ایمان قبول نہ کیا یعنی آخرت کی نسبت دُنیا کو پسند کر لیا یہ ایسی مصیبت ہے کہ اپنے فیصلے کو درست ثابت کرنے کے لیے وہ بڑے زور شور سے دلائل دینے لگے اور دُوسرے لوگوں کو بھی اس طرف

بلانے لگے جو اللہ کی راہ سے روکنے کا باعث بنا اور یوں ایک اور بہت بڑا جرم ہے جس کا وہ ارتکاب کرتے ہیں اور باتوں کو غلط رنگ میں پیش کرتے ہیں اور محض بودے اعتراضات کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ کا راستہ جو بالکل سیدھا ہے اس میں ٹیڑھا پن اور کجی بتاتے ہیں۔

اپنی رائے کیلئے قرآن کے مفہوم کو تبدیل کرنے والے

ایسے لوگ بہت بڑی گمراہی کا شکار ہیں اس میں صرف کافر ہی نہیں ایسے مسلمان بھی گرفتار ہیں جو اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے یا دولت حاصل کرنے کے لیے یا محض اپنی رائے کو حق ثابت کرنے کے لیے قرآنِ حکیم یا شرعی فیصلوں کو ان کے اصل معانی اور مفہوم سے کھینچ تان کر اپنی تائید حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ اور یہ مرض آجکل تو بہت عام ہے۔ اللہ اس گمراہی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

کفّار کا یہ اعتراض کہ قرآن عربی زبان میں کیوں ہے یہ تو آپؐ کی مادری زبان ہے اگر اللہ نے نازل فرمانا تھا تو کسی عجمی زبان میں فرماتا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکتا کہ آپؐ نے خود تصنیف فرما لیا ہے اس کا جواب تو تاریخ سے ثابت ہے کہ جن رسولوں کو تم تسلیم کرتے ہو کیا ان کی کتابیں ان کی قومی زبان میں ہی نہ تھیں۔ رسالت و نبوّت چونکہ انسانی ہدایت اور راہنمائی کے لیے ہوتی ہے لہٰذا ہر نبی جس قوم میں مبعوث ہُوا اسی کی زبان میں کتاب بھی لایا اور شرعی احکام بھی سمجھائے اگر کوئی دُوسری زبان ہوتی تو پھر اس کا ترجمہ کرنا خود اُسے سمجھنا یہ ساری قوم کو ایک مصیبت میں مبتلا کر دیتا اور بیشتر لوگ صرف اسی وجہ سے محرومی کا شکار ہو جاتے۔ مگر اللہ کریم نے بندوں پہ آسانی فرما کر انہیں کی زبان میں کتاب نازل فرمائی۔ اِسی طرح آپ ﷺ عرب تھے۔ عرب قوم میں پیدا ہوئے اور عربوں کو اللہ نے یہ فضیلت بخشی کہ وہ سب سے پہلے آپؐ کا پیغام سُنیں سمجھیں اور اُسے دُوسرے لوگوں تک پہنچائیں تو قرآن بھی عربی زبان میں نازل فرمایا پہلے نبی تو کسی ایک قوم کی طرف مبعوث ہوتے اور اسی کی زبان میں کتاب بھی لاتے تھے مگر آپؐ کی بعثت ساری انسانیت کے لیے تھی جس میں بے شمار زبانیں رائج تھیں۔ اگر ہر ہر زبان میں کتاب نازل ہوتی

تو کبھی دعوتِ فکر پیدا نہ ہو سکتی تھی - پھر کئی زبانیں جو اس وقت رائج تھیں ختم ہو گئیں اور نئی زبانیں آگئیں۔ تو یہ الگ مسئلہ ہوتا لہٰذا ضروری تھا کہ قرآن کسی ایک ایسی زبان میں نازل ہوتا جو ساری انسانیت کو راہ دکھانے کا کام کر سکتی تو اللہ کریم نے عربی کو پسند فرمایا کہ عربی ہی انسانیت کی اصلی زبان ہے جو اہلِ جنّت میں بولی جائے گی جو انسانوں کا دائمی گھر ہے ۔ اللہ کریم نے عرب قوم میں یہ خصوصیت رکھی کہ ہزار خامیوں کے باوجود جب وہ ایمان لائے تو اس کا حق ادا کر دیا اور لمحوں میں دین سیکھا اور دنوں میں دوسروں تک پہنچایا حتیٰ کہ اس راہ میں جان و مال، عزّت و ناموس اور اولاد تک قربان کر دی ان کی انہی خصوصیت کے باعث اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو عربوں میں پیدا فرمایا اس کو بھی عربی زبان بخشی اور کتاب اور دین بھی اسی زبان میں نازل فرمایا۔ بحیثیت زبان بھی دُنیا کی کوئی زبان عربی کی وسعتِ معانی ذخیرہ الفاظ اس کی گرامر اور روانی کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتی ۔ اور عربوں نے یہ ثابت کر دیا کہ وُہ بحیثیت قوم واقعی اس قابل ہے کہ قرآن ان کی زبان میں نازل ہوتا۔ انہوں نے تیئس برس میں نازل ہونے والی اللہ کی آخری کتاب کو اس کی تکمیل کے ٹھیک تیئس برس تک کے عرصے میں رُوئے زمین پر اور اقوامِ عالم میں پہنچا دیا ان کی اس جرأتِ رندانہ پہ تاریخ عالم شاہد عادل ہے ۔ لہٰذا یہ اعتراض تو کوئی حیثیت نہیں رکھتا رہی یہ بات کہ کچھ لوگ پھر بھی ہدایت سے محروم کیوں رہے ۔ تو یہ ایسے بدبخت لوگ تھے کہ اگر قرآن کسی اور زبان میں بھی نازل ہوتا تو محروم ہی رہتے کہ ان کی محرومی کا سبب یہ تھا کہ اللہ نے انہیں ہدایت سے محروم ہی کر دیا۔ کیونکہ ان کے دلوں میں سے ہدایت کی طلب ہی کثرتِ گناہ کے باعث مٹ چکی تھی ۔ اللہ کریم غالب اور حکمت والا ہے وہ جسے چاہے ہدایت بخشے یا گمراہ کر دے ۔ اور اس نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ ہدایت اُسے عطا فرماتا ہے جس کے دل میں انابت یعنی ہدایت کی طلب باقی ہو ۔

ہم نے موسیٰ علیہ السّلام کو بھی تو اسی عظیم مقصد کے لیے بھیجا تھا اور انہیں اپنی نشانیاں عطا فرمائی تھیں۔ یعنی تورات اور دوسرے عظیم الشان معجزات کہ وہ اپنی قوم کو جس کی طرف مبعوث ہوئے تھے تاریکی سے نکالیں اور انہیں نور یعنی اُجالے میں لے آئیں اس کے لیے انہیں اللہ کریم کے احسانات یاد دلائیں ۔ اور نافرمانوں کے انجام بد کا ذکر کریں ۔ ایّامِ اللہ سے خاص ایام مراد ہیں اور ہر دو صورت میں خواہ ان میں کوئی

نعمت نصیب ہوئی ہو یا کسی قوم پر گرفت آئی ہو تو تبلیغ کے لیے دونوں طرح کی مثالیں معاون ہوتی ہیں کہ نعمت کا حصول اطاعت سے ہوتا ہے لہٰذا یہ ترغیب پیدا کرتی ہے اور گرفت ہمیشہ نافرمانی پہ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہ ترہیب کے لیے کافی ہے۔

صبر و شکر

مگر ساتھ ارشاد ہُوا کہ بے صبرے اور ناشکر گذار لوگوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا ایسے لوگ جو صبر کرنے والے ہوں ٹھنڈے دل سے حالات کا جائزہ لینے والے ہوں اور جن میں احساسِ شکر بھی ہو کہ اپنے زیرِ استعمال نعمتوں کا اندازہ کر سکیں ایسے ہی لوگوں کے لیے ایّام اللہ میں بہت واضح نشانیاں موجود ہوتی ہیں مگر صبر سے عاری جو لوگ دوسروں کی نعمتیں چھیننے کے لیے بے تاب اور موجود نعمتوں کو کبھی شمار ہی نہ کرتے ہوں انہیں کیا درسِ عبرت حاصل ہوگا عموماً ایسے لوگ تو اپنے ربِ کریم سے شاکی ہی رہتے ہیں۔ اسی لیے صبر کو نصف ایمان فرمایا گیا ہے کہ صبر سے مراد جائز وسائل پر قناعت کر کے دُوسروں کا حق نہ چھیننا ہے اور شکر کی اصل یہ ہے کہ موجودہ نعمت کا احساس تو ہو۔ یہی احساس زبان پر کلمہ شکر جاری کرنے کا باعث بھی بنتا ہے۔ اور عملاً اطاعت کرنے کی توفیق بھی نصیب ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں نصیب نہ ہوں تو آیات و معجزات بھی کم ہی متاثر کرتے ہیں۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے احسانات یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو اللہ نے تمہیں فرعون جیسے ظالم سے نجات بخشی جو تمہیں جانوروں کی طرح کام میں جوتتا تھا اور غلاموں کی طرح رکھتا تھا تمہارے بیٹوں کو چھین کر ذبح کر دیتا تھا اور تمہاری بیٹیاں اپنی اور اپنی قوم کی خدمت کے لیے باقی رکھتا تھا۔ اللہ کریم نے اس بے پناہ مصیبت سے تمہیں نجات بخشی۔

رکوع نمبر ۲ — آیات ۷ تا ۱۲ — وما ابری ۱۳/۱۴

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝٧

اور جب تمہارے پروردگار نے (تم کو) آگاہ کیا کہ اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب (بھی) سخت ہے ۝٧

7. And when your Lord proclaimed: If ye give thanks, I will give you more; but if ye are thankless, lo! my punishment is dire.

وَقَالَ مُوسَىٰٓ اِنْ تَكْفُرُوٓا اَنْتُمْ وَمَنْ
فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ
حَمِيْدٌ ﴿٨﴾

اور موسیٰ نے (صاف صاف) کہہ دیا کہ اگر تم اور جتنے اور
لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ناشکری کرو تو خدا بھی
بے نیاز (اور) قابلِ تعریف ہے ﴿٨﴾

8. And Moses said: Though ye and all who are in the earth prove thankless, lo! Allah verily is Absolute, Owner of Praise.

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۬ۛ وَالَّذِيْنَ
مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۛؕ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ؕ
جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوٓا
اَيْدِيَهُمْ فِىٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوٓا اِنَّا كَفَرْنَا
بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِىْ شَكٍّ مِّمَّا
تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ﴿٩﴾

بھلا تم کو ان لوگوں (کے حالات) کی خبر نہیں پہنچی جو تم
سے پہلے تھے (یعنی) نوح اور عاد اور ثمود کی قوم اور جو انکے
بعد تھے جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں۔ (جب) انکے پاس
پیغمبر نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ ان کے
مونہوں پر رکھ دیئے (کہ خاموش رہو) اور کہنے لگے کہ ہم
تو تمہاری رسالت کو تسلیم نہیں کرتے اور جس چیز کی طرف
تم ہمیں بلاتے ہو ہم اس سے قوی شک میں ہیں ﴿٩﴾

9. Hath not the history of those before you reached you; the folk of Noah, and (the tribes of) 'Aād and Thamūd, and those after them? None save Allah knoweth them. Their messengers came unto them with clear proofs, but they thrust their hands into their mouths, and said: Lo! we disbelieve in that wherewith ye have been sent, and Lo! we are in grave doubt concerning that to which ye call us.

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِى اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ
مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ قَالُوٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ
تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٠﴾

ان کے پیغمبروں نے کہا کیا (تم کو) خدا (کے بارے) میں
شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں
اسلئے بلاتا ہے کہ تمہارے گناہ بخشے اور (فائدہ پہنچانے کیلئے) ایک
مدت مقرر تک تم کو مہلت دے۔ وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔
تمہارا یہ منشا ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہیں ان (کے
پوجنے) سے ہمکو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ) ﴿١٠﴾

10. Their messengers said: Can there be doubt concerning Allah, the Creator of the heavens and the earth? He calleth you that He may forgive you your sins and reprieve you unto an appointed term. They said: Ye are but mortals like us, who would fain turn us away from what our fathers used to worship. Then bring some clear warrant.

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ
نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾

پیغمبروں نے ان سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں لیکن
خدا اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان
کرتا ہے۔ اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم
کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں
اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسا رکھنا چاہیے ﴿١١﴾

11. Their messengers said unto them: We are but mortals like you, but Allah giveth grace unto whom He will of His slaves. It is not ours to bring you a warrant unless by the permission of Allah. In Allah let believers put their trust!

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا
سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿١٢﴾

اور ہم کیونکر خدا پر بھروسا نہ رکھیں حالانکہ اس نے ہم کو ہمارے (دین کے)
سیدھے رستے بتائے ہیں اور جو تکلیفیں تم ہمکو دیتے ہو اس پر
صبر کرینگے۔ اور اہل توکل کو خدا ہی پر بھروسا رکھنا چاہیے ﴿١٢﴾

12. How should we not put our trust in Allah when He hath shown us our ways? We surely will endure that hurt ye do us. In Allah let the trusting put their trust!

اسرار و معارف

پ ۱۳ - ع ۱۴ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ ...... از ۷ تا ۱۲

اور تمہیں یہ بھی خبر ہے کہ تمہارے پروردگار نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ اگر تم اس کا شکر ادا کرو گے تو وہ تمہیں مزید نعمتیں عطا فرمائے گا۔

شکر کی حقیقت

شکر کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے اعمال و کردار میں اللہ کی اطاعت کے لیے بھرپور کوشش کرے۔ فرائض و سنن اور واجبات یعنی عبادات کے ساتھ معاملات پر کڑی نگاہ رکھے۔ کمانے کا طریقہ شرعی ہو تو خرچ میں بھی شرعی حدود ملحوظ رکھے۔ اس سارے عمل کے ساتھ زبان سے بھی شکر ادا کرے تو یقیناً نعمتوں میں زیادتی ہوگی اور یہ زیادتی مقدار کی بھی ہوسکتی ہے اور وقت کی بھی اور اس کو تاکیداً فرمایا کہ لازیدنکم کہ یقیناً میں زیادہ کردوں گا لیکن اگر تم لوگوں نے ناشکری کا راستہ اپنایا جس میں سب سے بڑی ناشکری عقیدے کی خرابی ہے اور پھر وہی عمل کی خرابی تو یاد رکھو میرے عذاب بھی بہت سخت ہیں اور یہ ناشکری اگر عقائد میں نہ بھی ہو تو اعمال کی سُستی یا کجی گرفتارِ بلا کرسکتی ہے۔ خواہ نعمت کے زوال کا سبب بن جائے یا اس کے استعمال میں رکاوٹ آجائے اور آخرت کے عذاب کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ مگر اس سب کے باوجود یہاں تاکیداً نہیں فرمایا گیا کہ چاہے تو مُعاف بھی کردے یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ تمہارے شکر کرنے یا نہ کرنے سے اس کی عظمت پہ ذرہ برابر اثر نہ ہوگا نہ صرف تم اگر ساری مخلوقات ہی ناشکری کرنے لگے تو بھی وہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اپنا نقصان کریں گے۔ اللہ کی عظمت اور شان میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

تم لوگوں نے پہلی اقوام کے حالات تو سُن ہی رکھے ہیں جیسے نوح علیہ السلام کی قوم یا عاد و ثمود یا اور دُوسری اقوام جن کے حالات سے اللہ کریم ہی واقف ہیں۔ تاریخ میں ان کا تذکرہ تک نہیں ملتا اور آج انسان ان کے نام تک سے آشنا نہیں۔ ان سب لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے رسُول اور نبی مبعوث ہوئے اور بڑے بڑے معجزات سے تو ان بدنصیب افراد نے نہ صرف یہ کہ ایمان قبول کرنے سے انکار کیا بلکہ اپنی پوری محنت اس پہ صرف کردی کہ یہ اللہ کی بات ہی دُوسروں تک پہنچا نہ سکیں۔ اور بڑے تکبر سے کہا کہ بھئی ہم آپ کی بات نہیں مانتے۔ ماننا تو دُور کی بات ہے ہم تو آپ کی بات کو دُرست جانتے بھی نہیں بلکہ ہمیں تو تمہاری دعوت ہی مشکوک نظر آتی ہے۔ اور تمہارے دعوے نے تو ہمیں پریشان کردیا ہے۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو آپ کرتے ہیں۔ اور جس طرح کا نظریہ آپ پیش کرتے ہیں کہ ایک ہستی یہ

سارا نظام نہ صرف تخلیق کرتی ہے بلکہ اسے رواں دواں رکھنا بھی اسی کی رحمت کے سبب سے ہے۔ یہ سب ہماری دانست میں عجیب وغریب لگتا ہے۔

ان کے انبیاء و رسل نے فرمایا کہ جہالت کی بھی حد ہوتی ہے۔ تمہیں اللہ کی ذات اور اس کی قدرتِ کاملہ میں بھی شک ہے جبکہ یہ زمین و آسمان اور ان کی نیرنگیاں گوناگوں مخلوقات اور ان کا نظام کار یہ سب کائنات اس کی خالقیت اور قدرتِ کاملہ پہ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہے۔ اس کے ہونے میں تو شک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ رہا معاملہ نبوّت و رسالت کا تو ہمیں مبعوث فرما کر بھی تو تمہیں اپنی رحمت سے نوازنے کا سبب بنایا ہے اور تمہیں اس لیے پکار رہا ہے کہ تم نے آج تک اس کی کائنات میں اپنی پسند اپنا کر اور اس کی ذات وصفات کا انکار کر کے یا ان میں دوسروں کو شریک کر کے جو جرائم کا پہاڑ کھڑا کیا ہے اسے معاف کر دے تم اس کی اطاعت اختیار کرو اور وہ تمہیں اپنی بخشش کے سایہ میں لے لے۔ ورنہ تمہارے گناہ تو تم پر قضائے معلّق کو مسلّط کر دیں گے اور تم طبعی عمر پوری کرنے سے پہلے ہی سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے۔ مگر اس کی رحمتِ عامہ تمہیں محروم نہیں رکھنا چاہتی۔ لہٰذا ہمیں مبعوث فرما کر اپنی اطاعت کی دعوت دے رہا ہے کہ تم اپنا طبعی وقت تو پورا کر سکو اور پھر جب دُنیا سے رخصت ہو کر اس کی بارگاہ میں پہنچو تو تمہیں نجات نصیب ہو۔ لیکن وہ بدنصیب قومیں یہ بات نہ پاسکیں اور وہ لوگ کہنے لگے بھئی تم لوگ بھی تو ہماری طرح بشر ہو۔ سونا، جاگنا، کھانا، پینا، گھربار سب ضروریاتِ بشریت رسُول زندگی تمہارے ساتھ بھی ہیں۔ پھر تمہیں کیوں اللہ کا بھیجا ہُوا رسُول مان لیں۔ بلکہ ہمارا اندازہ تو یہ ہے کہ تم ہمیں محض باپ دادا کی پیروی سے ہٹا کر اپنے پیچھے لگانا چاہتے ہو کہ اس طرح قوم کی قیادت وسیادت تمہیں مل جائے گی اگر تم اللہ کے رسُول ہوتے تو بشری ضروریات سے بالاتر ہوتے یہ بحث پہلے گذر چکی کہ رسالت بنی آدم ہی کو عطا ہوئی ہے اور نبی اور رسُول بھی بشر ضرور ہوتے ہیں مگر ان کی بشریت کامل ہوتی ہے جبکہ ہم ناقص ہیں اور اپنی بشریت کے معیار پہ دیکھ کر انکار کر دیتے ہیں ایک انکارِ رسالت اس لیے کرتا ہے کہ بشر رسُول نہیں ہوسکتا تو دُوسرا رسالت کا اقرار کر کے بشریت کا انکار کر دیتا ہے کہ جب اللہ کا رسُول ہے تو بشر نہیں ہوسکتا۔ دونوں طرف گمراہی ہے۔ اللہ پناہ دے۔

یہی حال صُوفیا اور اولیاء کی پہچان میں ہے کہ جاہلوں کے خیال میں ولی اللہ کوئی دُوسری ہی مخلوق ہوتے ہیں۔ بہر حال انہوں نے مطالبہ کیا کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی واضح دلیل پیش کرو۔

اللہ کے رسُولوں نے فرمایا کہ پھر وہی بات دُہراتے ہو کہ ہم کوئی مافوق الفطرت مظاہرہ کریں تب بات ہے۔

معجزہ و کرامت

اے نادانو تم انسان ہو تو ہم بھی انسان ہیں اور تخلیقی طور پر ہم میں بھی وہی انسانی طاقت ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ اللہ جس پر چاہے اپنا احسان فرما دے۔ لہٰذا اس نے ہمیں نورِ نبوّت عطا فرما کر تقدس اور اپنے قرب کا وہ اعلیٰ مقام بخشا ہے جہاں فرشتہ کا سمندِ خیال بھی قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا اور اس کے اس احسان نے ہمیں مزید بندہ اور اطاعت شعار بنا دیا ہے۔ رہی بات معجزہ دکھانے کی تو یہ ہم اپنی پسند سے نہیں کیا کرتے یہ تو اس کی پسند ہے کہ چاہے تو ہمارے ہاتھ پر ظاہر کر دے کہ معجزہ و کرامت فعل اللہ کا ہوتا ہے صادر نبی یا ولی کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ رہی یہ بات کہ ہم گھبرا کر کہیں کہ ایسا ضرور ہو ورنہ ہماری بات نہ رہ سکے گی تو تم نے ایمان کی عظمت کو پہچانا نہیں۔ ایمان کا تقاضا اپنی بڑائی ثابت کرنا نہیں ہوتا بلکہ کمالِ اطاعت ہوتا ہے۔ اور

توکّل

یہی توکّل ہے کہ ہر کام کے لیے وہ اسباب پوُری محنت سے اختیار کیے جائیں مگر نتیجہ اللہ کی پسند پہ چھوڑ دیا جائے یہ مطالبہ نہ رہے کہ جو میں چاہتا ہوں وہی ہو۔

اور بھلا ہم اس پر بھروسہ نہ کریں یہ کیسے ممکن ہے کہ تم شک کی دلدل میں پھنسے ہوتے ہو۔ لہٰذا کر سکتے ہو مگر ہمیں تو اس نے اپنی بارگاہ کی راہوں کا آشنا کر دیا ہے۔ دن میں متعدد بار اس کی ذات کے حضور حاضری سے مشرف ہوتے ہیں اور یہی قرب کی لذتیں ہی تو ہیں کہ تمہاری اذیتوں کی ہمیں پرواہ تک نہیں ہوتی ورنہ پوری پوری قوم کے مظالم کے سامنے ایک ہستی کا یا چند افراد کا کھڑا رہنا ہرگز ممکن نہ تھا یہ لذتِ دیدار نے ممکن کر دیا اور یاد رکھو جسے بھی یہ لذت نصیب ہو گی پھر وہ صرف اللہ ہی پہ بھروسہ کرے گا ماسوا کی پرواہ نہ کرے گا۔

Arabic	Urdu	English
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿١٣﴾	اور جو کافر تھے انہوں نے اپنے پیغمبروں سے کہا کہ یا تو ہم تم کو اپنے ملک سے باہر نکال دینگے یا ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ تو پروردگار نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے (۱۳)	13. And those who disbelieved said unto their messengers: Verily we will drive you out from our land, unless ye return to our religion. Then their Lord inspired them, (saying): Verily We shall destroy the wrong-doers,
وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ﴿١٤﴾	اور ان کے بعد تم کو اس زمین میں آباد کر دیں گے۔ یہ اس شخص کیلئے ہے جو قیامت کے روز میرے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اور میرے عذاب سے خوف کرے (۱۴)	14. And verily We shall make you to dwell in the land after them. This is for him who feareth My Majesty and feareth My Warning.
وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿١٥﴾ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَاءٍ صَدِيدٍ ﴿١٦﴾	اور پیغمبروں نے (خدا سے اپنی) فتح چاہی تو ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا (۱۵) اس کے پیچھے دوزخ ہے اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا (۱۶)	15. And they sought help (from their Lord) and every froward potentate was brought to naught; 16. Hell is before him, and he is made to drink a festering water,
يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۖ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ﴿١٧﴾	وہ اس کو گھونٹ گھونٹ پئے گا اور گلے سے نہیں اتار سکے گا اور ہر طرف سے اسے موت آ رہی ہوگی مگر وہ مرنے میں نہیں آئے گا اور اس کے پیچھے سخت عذاب ہوگا (۱۷)	17. Which he sippeth but can hardly swallow, and death cometh unto him from every side while yet he cannot die, and before him is a harsh doom.
مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾	جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال راکھ کی سی ہے کہ آندھی کے دن اس پر زور کی ہوا چلے اور اسے اڑا لے جائے (اسی طرح) جو کام وہ کرتے رہے ان پر ان کو کچھ دسترس نہ ہوگی یہی تو بڑے پرلے سرے کی گمراہی ہے (۱۸)	18. A similitude of those who disbelieve in their Lord: Their works are as ashes which the wind bloweth hard upon a stormy day. They have no control of aught that they have earned. That is the extreme failure.
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٩﴾	کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے آسمانوں اور زمین کو تدبیر سے پیدا کیا ہے؟ اگر وہ چاہے تو تم کو نابود کر دے اور (تمہاری جگہ) نئی مخلوق پیدا کر دے (۱۹)	19. Hast thou not seen that Allah hath created the heavens and the earth with truth? If He will, He can remove you and bring (in) some new creation;
وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿٢٠﴾	اور یہ خدا کو کچھ بھی مشکل نہیں (۲۰)	20. And that is no great matter for Allah.
وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ﴿٢١﴾ ع	اور (قیامت کے دن) سب لوگ خدا کے سامنے کھڑے ہونگے تو ضعیف (العقل متبع) اپنے (رؤسائے) متکبرین سے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے پیرو تھے کیا تم خدا کا کچھ عذاب ہم پر سے دفع کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر خدا ہم کو ہدایت کرتا تو ہم تم کو ہدایت کرتے۔ اب ہم گھبرائیں یا صبر کریں ہمارے حق میں برابر ہے۔ کوئی جگہ (گریز اور) رہائی کی ہمارے لئے نہیں ہے (۲۱)	21. They all come forth unto their Lord. Then those who were despised say unto those who were scornful: We were unto you a following, can ye then avert from us aught of Allah's doom? They say: Had Allah guided us, we should have guided you. Whether we rage or patiently endure is (now) all one for us; we have no place of refuge.

اسرار و معارف

پ ۱۳ - ع ۱۵ - وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّکُمْ مِّنْ اَرْضِنَا..... ۱۳ تا ۲۱

واضح دلائل اور اتمامِ حجت کے بعد بھی کفار اپنے رویے سے باز نہ آئے بلکہ پہلے سے بہت بڑھ گئے اور اللہ کے رسولوں سے کہنے لگے کہ بہتر یہ ہے کہ تم بھی ہمارے ہی عقیدے پر واپس آجاؤ یعنی ان کی نادانی کی حد یہ ہے کہ بعثت سے پہلے تو رسول کوئی دعوت نہیں دیتے تو انہوں نے گمان یہی کر رکھا تھا کہ شاید یہ بھی ہمارے ہی عقیدے پر ہیں۔

نبی کی ولایت

حالانکہ نبی قبل بعثت بھی کفر و شرک اور نافرمانی و سرکشی میں کبھی مبتلا نہیں ہوتا اور اس کے مزاج میں ایک خاص تقدس سمو دیا گیا ہوتا ہے جسے نبی کی ولایت کہا جاتا ہے اور اولیاء کی ولایت سے یہ اسی طرح افضل ہوتی ہے جیسے خود نبی ولی سے افضل ہوتا ہے کہ قبل بعثت بھی نبی کی ایک خاص شان ہوتی ہے جو اس کے ہر کام سے جھلکتی نظر آتی ہے۔ مگر ان جاہلوں نے سمجھا کہ انہوں نے اب یہ نیا مذہب ایجاد کر لیا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ پہلے والے اور ہمارے والے ہی پہ واپس آجاؤ ورنہ تمہیں ملک سے نکال باہر کریں گے۔ ان کے اس جُرم میں انہیں مہلت نہ دی گئی اور یہ بات تاریخی اعتبار سے بھی ثابت ہے کہ قوموں کی نافرمانیاں برداشت ہوتی رہیں۔ مگر جب انہوں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ٹکر لینے کا فیصلہ کیا تو یہ گستاخی برداشت نہ کی گئی اور وہ تباہ کر دیئے گئے۔ اسی طرح اللہ نے اپنے رسولوں کو اطلاع دی کہ یہ کس حیثیت کے مالک ہیں جو آپ لوگوں کو نکال سکیں گے اُن کے اس جرم کی پاداش میں ہم ہی ان کو تباہ و برباد کر دیں گے اور تمہیں تمہارے ماننے والوں کو اسی زمین پر آباد رہنے کا موقع عطا فرمائیں گے اور ہمارا یہ وعدہ نہ صرف تمہارے لیے ہے بلکہ ہر وہ شخص جو انبیاء پہ ایمان لایا اور جسے قیامت اور آخرت کے خوف نے ہماری نافرمانی سے روک دیا ان سب کو اسی طرح زمین پر آباد رکھیں گے تو ایک طرح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نام نہاد نیکی سے حکومت و اختیار کے لیے اقتدار نصیب نہیں ہوتا بلکہ اعلیٰ

کردار کا ہونا شرط ہے اور اگر ملک میں کردار کی شرط اور ایسے افراد کی کثرت ہو تو اقتدار انہیں نصیب ہوتا ہے ورنہ پھر نام نہاد پارسا اور بدکردار دونوں ہی اسبابِ دُنیا کے اسیر ہو جاتے ہیں وہ جیسے مہیا آ گئے وہ اُوپر چلا گیا اور اپنے لیے مزید گناہ کرنے کا موقع حاصل کر لیا یہ سب بات سُن کر وہ لوگ بھی فیصلہ کے طالب ہوئے کہ اچھی بات ہے اگر ہمیں عذاب سے ڈراتے ہی ہو تو وہ عذاب لے ہی آؤ چنانچہ عذابِ الٰہی آیا اور ہر سرکش اور ضدی تباہ و برباد ہو گیا اور یہ تباہی صرف دُنیاوی ہلاکت پر بس نہ ہو جائے گی بلکہ اس کے بعد انہیں دوزخ میں جانا ہو گا جو اس قدر دردناک جگہ ہے کہ جہاں پینے کو جو پانی دیا جائے گا وہ ایسا ہو گا جیسے خُون اور پیپ مل کر سخت غلیظ آمیزہ سا بن گیا ہو اور دوزخیوں کو ان کی پیاس گھونٹ گھونٹ پینے پر مجبور کر دے گی جبکہ وہ سیال گلے سے اُتارنا مشکل ہو جائے گا اور ہر سمت سے ایسے سخت اور دردناک عذاب مسلسل آتے رہیں گے جو موت سے بھی بھیانک اور تباہ کرنے کے لیے کافی ہوں گے مگر دوزخ کے رہنے والے مر بھی نہ سکیں گے اور ایک کے بعد دُوسرا عذاب پہلے سے شدید ترین ہوتا چلا جائے گا۔

رہی یہ بات کہ اگرچہ ان لوگوں کو ایمان نصیب نہ ہُوا مگر کچھ نہ کچھ بھلائی اور نیکی بھی تو کرتے رہے ہوں گے اور نیکی تو بہرحال نیکی ہے اس کا صلہ ہونا چاہیئے تھا تو اے مخاطب سن کہ ان کی نیکیوں کے تنکوں کو ان کے کفر کی آندھیاں اُڑا کر لے گئیں اور میدانِ حشر میں ان کے ہاتھ کچھ بھی نہ تھا سوائے کفر اور گناہوں کے کہ نیکی کی بنیاد ایمان پر ہے جب آخرت پر یقین ہو اور وہاں بدلہ پانے کی غرض سے نیک کام کیا جائے تو وہ دُرست لیکن جو لوگ آخرت کو مانتے ہی نہیں اگر وہ کوئی بھلائی کرتے بھی ہیں تو وہ محض بھلائی کی صُورت ہوتی ہے جس سے دُنیا کا نفع اقتدار یا شہرت یا دولت وغیرہ مراد ہوتا ہے جو کبھی انہیں مل بھی جاتا ہے اور بعض اوقات اس میں اتنا وزن بھی نہیں ہوتا کہ دُنیا ہی کما سکے تو آخرت کے لیے تو وہ کرتا ہی نہیں کہ اس کے کفر نے اسے اس اللہ سے محروم کر دیا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہاں وہ خالی ہاتھ ہی کھڑا ہو گا کہ ایسے لوگ بہت سخت گمراہی میں مبتلا تھے۔

یہ قانونِ قدرت تو تمہیں اس کی صنعت میں بھی نظر آئے گا خواہ زمینوں میں خیال کرو یا آسمانوں پر نگاہ ڈالو کہ جو شئے جس مقصد کے لیے پیدا فرمائی ہے اس پر وہی پھل لگتا ہے لہٰذا کافر کا عمل بھی جس

نیت سے تھا وہی پھل اس پر لگے گا اور یہ بات کہ آخرت میں دوبارہ زندہ ہونا تمہیں مشکل نظر آئے تو ارض وسما کی صنعت اس پہ گواہ ہے کہ وہ ہر چیز پہ قادر ہے جو کچھ پہلے بنایا ہے تمہارے سمیت دوبارہ بنانا اس کی ذات کے لیے کچھ مشکل نہیں بلکہ وہ تو ایسا قادر ہے کہ آخرت سے پہلے بھی تمہیں تباہ کر دے اور تمہاری جگہ کوئی نئی مخلوق پیدا کر دے اس ذات کے لیے یہ سب بہت آسان ہے۔

اللہ کی نافرمانی اگر اس بھروسہ پر کی جائے کہ ہمارے بڑے یا ہمارے پیشوا ہمیں اللہ کے عذاب سے چھڑا لیں گے تو یہ بھی بہت بڑی غلطی ہے اور جو کچھ ہو گا وہ تمہیں اب بتا دیا جاتا ہے کہ بڑے چھوٹے سب بیک وقت میدانِ حشر میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر کھڑے ہوں گے اور کفار میں سے پیچھے چلنے والے اور کمزور لوگ اپنے بڑوں سے کہیں گے کہ آج ہماری کچھ مشکل تو ضرور آسان کرو کہ ہم نے عمر بھر تمہاری غلامی کی اور تمہارے پیچھے چلتے رہے اب تمہیں چاہیے کہ ہم پر سے کچھ ہی سہی مگر عذابِ الٰہی ہٹاؤ تو وہ کہیں گے تم پر سے کیا ہٹائیں کیا ہم خود گرفتارِ بلا نہیں ہیں۔ ظاہر ہے جب ہم خود گمراہ تھے اور تمہیں بھی گمراہ کیا تو ہم بھی تو مبتلائے عذاب ہیں۔ بھلا تمہارے کس کام آسکتے ہیں۔ بلکہ ہمارا تمہارا حال اب یہ ہے کہ چلائیں یا صبر کریں کوئی بھی صورت عذاب سے ذرہ برابر رہائی دلانے کی نہیں اور نہ اب خلاصی کی کوئی صورت ممکن ہے کفر پر خاتمہ ایک ابدی اور نہ ختم ہونے والی مصیبت کا نام ہے۔

رکوع نمبر ۴ آیات ۲۲ تا ۲۷ وما ابری ۱۳/۱۶

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ
اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ
فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ
لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ
مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ
اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ
اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۲۲)
وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

جب (حساب کتاب کا) کام فیصل ہو چکے گا تو شیطان کہے گا
(جو) وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا (وہ تو) سچا (تھا) اور (جو) وعدہ
میں نے تم سے کیا تھا وہ جھوٹا تھا۔ اور میرا تم پر کسی طرح کا
زور نہیں تھا۔ ہاں میں نے تم کو (گمراہی اور باطل کی طرف) بلایا
تو تم نے (جلدی سے اور بے دلیل) میرا کہنا مان لیا۔ تو (آج) مجھے ملامت نہ کرو
اپنے آپ ہی کو ملامت کرو۔ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری
فریاد رسی کر سکتے ہو۔ میں اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم پہلے مجھے شریک
بناتے تھے۔ بیشک جو ظالم ہیں ان کے لئے درد دینے والا عذاب ہے۔ (۲۲)
اور جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے وہ بہشتوں میں داخل کئے

22. And Satan saith, when the matter hath been decided: Lo! Allah promised you a promise of truth; and I promised you, then failed you. And I had no power over you save that I called unto you and ye obeyed me. So blame me not, but blame yourselves, I cannot help you nor can ye help me. Lo! I disbelieved in that which ye before ascribed to me. Lo! for wrong-doers is a painful doom.

23. And those who believed and did good works are made

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اپنے پروردگار کے
حکم سے ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ وہاں ان کی صاحب سلامت سلام ہوگا ﴿۲۳﴾

to enter Gardens underneath which rivers flow, therein abiding by permission of their Lord, their greeting therein: Peace!

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً
طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ
وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿۲۴﴾

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا نے پاک بات کی کیسی مثال
بیان فرمائی ہے (وہ ایسی ہے) جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ مضبوط
(یعنی زمین کو پکڑے ہوئے) ہو اور شاخیں آسمان میں[۱۶۳] ﴿۲۴﴾

24. Seest thou not how Allah coineth a similitude: A goodly saying, as a goodly tree, its root set firm, its branches reaching into heaven,

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ
وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾

اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل لاتا (اور میوے دیتا)
ہو۔ اور خدا لوگوں کیلئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ
نصیحت پکڑیں ﴿۲۵﴾

25. Giving its fruit at every season by permission of its Lord? Allah coineth the similitudes for mankind in order that they may reflect.

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِۨ
اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا
مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی سی ہے (نہ جڑ مستحکم
نہ شاخیں بلند) زمین کے اوپر ہی سے اکھیڑ کر پھینک دیا جائے۔
اس کو ذرا بھی قرار (و ثبات) نہیں[۱۶۴] ﴿۲۶﴾

26. And the similitude of a bad saying is as a bad tree, uprooted from upon the earth possessing no stability.

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ
فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ
ع اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ﴿۲۷﴾

خدا مومنوں (کے دلوں) کو (صحیح اور) پکی بات سے دنیا کی
زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)
اور خدا بےانصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔ اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے ﴿۲۷﴾

27. Allah confirmeth those who believe by a firm saying in the life of the world and in the Hereafter and Allah sendeth wrong-doers astray. And Allah doth what He will.

اسرار و معارف

پ ۱۳ - ع ۱۶ - وقال الشیطٰن لما قضی الامر .... ۲۲ تا ۲۷

اب آخری اُمید کے طور پر یہ بات باقی رہ جائے گی کہ شاید جن معبودان باطلہ کی پرستش کرتے عمر گذار دی وہی کسی کام آجائیں تو اس کا یہ ہوگا کہ جب قیامت کے روز فیصلہ ہو چکے گا تو کافر شیطان کے گرد جمع ہو کر کہیں گے کہ ہماری بربادی کا سبب تو تو بنا خود تو تباہ ہُوا تھا ہمیں بھی لے ڈوبا اب ان بُتوں کو کہو اور خود ہمارے لیے کچھ کرو تو وہ کم از کم اس روز کو کھری بات کہے گا کہ نامرادو مجھے ملامت کرنے آئے ہو ذرا غور کرو کہ اللہ نے تمہارے ساتھ حق اور کھرے وعدے کیے تھے اور ان پر دلائل قطعیہ قائم فرمائے تھے جبکہ مَیں نے بھی تم سے وعدے کیے تھے۔ مجھے اس سے انکار نہیں مگر یہ بھی سن لو کہ مَیں نے جھوٹ بولا تھا۔ اللہ نے تمہیں اپنی عبادت کی دعوت دی اور اس پر اپنی رضا مندی کا وعدہ اُخروی اجر کا اور جنّت کا وعدہ فرمایا تھا۔ مَیں نے تمہیں اس سے روکا جھوٹ بول کر دُنیاوی لذتوں میں اُلجھانے کا بہانہ کر کے اور آخرت کا انکار سکھا کر اور مَیں نے سب جھوٹ کہا اور یہ بھی حق ہے کہ مَیں تم پر

کوئی اختیار نہ رکھتا تھا سوائے اس کے کہ اپنی بات تم تک پہنچاتا رہوں۔ تم نے میرے جھوٹ کو مانا اور اللہ کے سچے وعدے اور انبیاء کی کھری تعلیم کو ٹھکرا دیا بتاؤ ملامت کا مستحق کون ہے۔ انصاف سے کہو کہ تمہیں ملامت کے حقدار ہو لہٰذا مجھے بھلا بُرا کہنے کی بجائے اپنے آپ کو کوسو۔ اِس لیے میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا بلکہ خود گرفتارِ بلا ہوں نہ تم میرے کام آسکتے ہو اور جو تم مجھے اللہ کا شریک سمجھتے رہے یا میری پُوجا کرتے رہے تو مَیں ایسی خرافات کو بھی نہیں مانتا بھلا تمہارے پاس کیا دلیل تھی کہ مجھے اللہ کا شریک قرار دیتے رہے اب اپنا کیا بھگتو مَیں بھی بھگت رہا ہوں اور یاد رکھو ظالموں کے لیے انجام کار دردناک عذاب کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

اور انعامات و درجات کے مستحق تو ایمان لانے والے اور ایسے لوگ ہیں جن کے اعمال صالح یعنی اللہ اور اس کے رسُول ﷺ کی اطاعت میں ہیں کہ ہر وہ کام جو آپ ﷺ کی اطاعت میں کیا جائے گا عمل صالح ہو گا۔ ان لوگوں کو جنّت میں داخل کیا جائے گا ایسے باغات جو ہمیشہ شاداب رہنے والے ہیں اور جن میں نہریں جاری ہیں۔ نہ ان باغات کی شادابی کبھی ختم ہو گی اور نہ انہیں کبھی وہاں سے نکالا جائے گا کہ ان کے پروردگار کی ربوبیت کا تقاضا یہی ہے کہ ایمان اور عملِ صالح پر ایسا ہی انعام بخشا جائے بلکہ انہیں وہاں ہر طرف سے ہمیشہ سلامتی سے رہنے کی دُعائیں نصیب ہو رہی ہوں گی۔

ذرا شانِ ربوبیت کو اس خوبصورت مثال سے سمجھیں کہ ایمان اس خوبصورت درخت کی مانند ہے جو دل کی گہرائی میں جڑ پکڑتا ہے جیسے کوئی اچھا درخت عین باغ کے درمیان اُگا ہو جس کی جڑ گہری اور جو بلندی میں آسمانوں سے بات کرتا دکھائی دے اور جو اپنے رب کے کرم سے ہر آن پھل سے لدا رہتا ہو اسی طرح ایمان کی اساس گہری اور اس پر اعمال کا پودا اُگتا ہے جو بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر اس پر اللہ کی عطا سے رضائے باری کا پھل لگتا ہے۔ اللہ کریم انسانوں کو بات سمجھانے کے لیے ایسی روشن مثالیں ارشاد فرماتا ہے۔

کافرانہ عقائد خبیث کلمات ہیں جن کی بُنیاد عقلی اوہام پر ہے جیسے کسی ناکارہ زمین کے اُوپر ہی اُوپر

کوئی بیکار سا پودا پھوٹ پڑے اور اگر کوئی پکڑے تو اُکھڑ کر ہاتھ میں آجائے کہ اس میں کوئی مضبوطی نہیں ہوتی تو پھل کیا دے گا اپنا وجود باقی نہیں رکھ سکتا۔ اسی طرح اللہ کریم ایمان والوں کو تو کلمہ طیبہ کی برکت سے ثبات عطا فرماتا ہے کہ دارِ دُنیا ہو موت ہو برزخ کے سوال وجواب ہوں یا میدانِ حشر کلمہ طیبہ کی برکت یہ ہے کہ مومن ثابت قدم رہتا ہے اور جو لوگ ظلم کی راہ اپناتے ہیں یعنی کلمہ طیبہ کو قبول نہیں کرتے انہیں گمراہی نصیب ہوتی ہے یہ فطری نتائج ہیں۔ جو ربِ جلیل نے متذکرہ اعمال پر مقرر فرما دیئے ہیں کہ وہ قادر بھی ہے اور کوئی اس کی بارگاہ میں دم مارنے کی جرأت بھی نہیں رکھتا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

رکوع نمبر ۵   آیات ۲۸ تا   وما ابری ۱۳/۱۷

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ
دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے خدا کے احسان کو ناشکری سے بدل دیا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتارا (۲۸)

28. Hast thou not seen those who gave the grace of Allah in exchange for thanklessness and led their people down to the Abode of Loss,

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۗ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾

(وہ گھر) دوزخ (ہے سب ناشکرے) اس میں داخل ہوں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے (۲۹)

29. (Even to) hell? They are exposed thereto. A hapless end!

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ
سَبِيْلِهٖ ۗ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ
اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾

اور ان لوگوں نے خدا کے شریک مقرر کئے کہ (لوگوں کو) اُسکے رستے سے گمراہ کریں۔ کہہ دو کہ (چند روز) فائدے اُٹھالو آخر کار تم کو دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے (۳۰)

30. And they set up rivals to Allah that they may mislead (men) from His Way. Say: Enjoy life (while ye may) for lo! your journey's end will be the Fire.

قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا
وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ
لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

(اے پیغمبر) میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اُس دن کے آنے سے پیشتر جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہوگا اور نہ دوستی (کام آئے گی) ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں (۳۱)

31. Tell My bondmen who believe to establish worship and spend of that which We have given them, secretly and publicly, before a day cometh wherein there will be neither traffick nor befriending.

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ
مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ
الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ
لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾

خدا ہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے مینہ برسایا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتیوں (اور جہازوں) کو تمہارے زیر فرمان کیا تاکہ دریا (اور سمندر) میں اسکے حکم سے چلیں اور نہروں کو بھی تمہارے زیر فرمان کیا (۳۲)

32. Allah is He Who created the heavens and the earth, and causeth water to descend from the sky, thereby producing fruits as food for you, and maketh the ships to be of service unto you, that they may run upon the sea at His command, and hath made of service unto you the rivers;

وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۚ
وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾

اور سورج اور چاند کو تمہارے لئے کام میں لگا دیا کہ دونوں (دن رات) ایک دستور پر چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام میں لگا دیا (۳۳)

33. And maketh the sun and the moon constant in their courses, to be of service unto you, and hath made of service unto you the night and the day.

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ۗ وَاِنْ
تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ
الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع

اور جو کچھ تم نے مانگا سب میں سے تم کو عنایت کیا اور اگر خدا کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو (مگر لوگ نعمتوں کا شکر نہیں کرتے) کچھ شک نہیں کہ انسان بڑا بے انصاف (اور) ناشکرا ہے (۳۴)

34. And He giveth you of all ye ask of Him, and if ye would count the bounty of Allah ye cannot reckon it. Lo! man is verily a wrong-doer, an ingrate.

اسرار و معارف

پ ۱۳ - ع ۱۷ - اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِیۡنَ بَدَّلُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ کُفۡرًا ...... ۲۸ تا ۳۴

ذرا ان لوگوں کا حال ملاحظہ ہو کہ قانون قدرت اور تقاضائے ربوبیت کس طرح نتائج مرتب کرتا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی نعمتوں کو تو پایا مگر بجائے شکر ادا کرنے کے کفر کی راہ اختیار کر لی۔ نعمائے الٰہی میں ظاہراً تو خود وجودِ انسانی اور اس کی بے شمار صلاحیتیں ہیں پھر اس کی ضرورتوں کی تکمیل کے اسباب و ذرائع اور اس کے استعمال کے لیے بے شمار نعمتیں۔ یہ سب کچھ از خود عظمتِ باری پہ بہت بڑی دلیل ہے۔ جبکہ اللہ نے انبیاء کو مبعوث فرما کر اور اپنی کتابیں نازل فرما کر انعامات کی حد کر دی۔ انسان ایک باشعور اور باصلاحیت مخلوق تھی اسے چاہیئے تو یہ تھا کہ ان سب نعمتوں پر غور و فکر کرتا اور اس کا سر بارگاہِ الٰہی میں جھک جاتا مگر جاہلوں نے کفر کی راہ اپنائی اور قوم کو بھی جس نے ان کی بات قبول کی اسی راستے پر لگا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے ساتھ قوم بھی لے ڈوبے اور سب کو بربادیوں کی نذر کر دیا۔ یعنی جہنم میں جا پھینکا جو بدترین اور مشکل ترین جگہ ہے اور جہاں انہیں رہنا ہو گا۔

ان ظالموں نے اللہ کے اوصاف کو اپنے ایجاد کردہ معبودوں اور بتوں میں مان کر انہیں اللہ کا شریک ٹھہرا لیا اور یوں دوسروں کو گمراہ کرنے کا سبب بن گئے۔ آپ ﷺ انہیں کہہ دیجئے کہ دنیا کا نظام اپنے مقررہ طریق پر رواں ہے لہٰذا تمہیں بھی مہلت اور فرصت کے ساتھ زندگی صحت، رزق وغیرہ نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع میسر ہے لہٰذا اٹھا لو۔ مگر یاد رکھو انجام کار اپنے کافرانہ اور مشرکانہ عقائد کے سبب تمہیں جہنم میں جانا پڑے گا۔

رضائے باری کی دلیل

یعنی دولت دنیا یا اقتدار وغیرہ کا ملنا اللہ کریم کی رضامندی کی سند نہیں بلکہ اللہ کریم کی رضا کی دلیل صحتِ عقیدہ کے ساتھ عملِ صالح کی توفیق ہے ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔

میرے ان بندوں سے جنہیں دولتِ ایمان نصیب ہے فرما دیجئے کہ نماز کو قائم کریں۔ صلوٰۃ کا ترجمہ اردو میں نماز لکھا ہے مگر اس سے مراد عبادات ہیں اور عبادات کا مقصد اللہ کریم سے وہ خاص

کیفیت حاصل کرنے کی کوشش ہے جو اس کے قرب کی تمنا اتنی شدید کر دے کہ اللہ کی نافرمانی کرنے کو جی نہ چاہے اور اگر کبھی سرزد ہو جائے تو توبہ کی تمنا جاگ اُٹھے اور یوں انسان ہمیشہ قربِ الٰہی میں آگے ہی آگے ترقی کرتا رہے۔ اس امر میں انسان کی دولت، اقتدار یا اس کے کمالات بھی رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے کمالات پر اترانے لگتا ہے۔ اللہ کریم نے اس کا علاج تجویز فرما دیا کہ عبادات کے ساتھ یہ اہتمام بھی رہے کہ اللہ نے جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ اس کے حکم کے مطابق صرف ہوتی رہیں۔ کبھی ظاہر جہاں اللہ نے علی الاعلان صرف کرنے کا حکم دیا ہو۔ جیسے میدانِ جہاد میں یا دوسرے نیک کاموں میں اور کبھی پوشیدہ جہاں اللہ نے پوشیدہ طور پر کرنے کا ارشاد فرمایا ہو۔ جیسے نفل صدقات اور بعض اوقات صلہ رحمی میں مدد کرنا وغیرہ اس طرح ان نعمتوں یا کمالات پر تکبر پیدا نہ ہوگا بلکہ جذبہ شکر ترقی کرے گا یہ احساس زندہ ہوگا کہ یہ میرے ذاتی کمالات نہیں ہیں بلکہ مجھ پر اللہ کا احسان ہیں اور میرے پاس اس کی امانت ہیں تاکہ میں اس کے حکم کے مطابق ان میں تصرّف کروں کہ آخر ایک روز آرہا ہے جہاں نہ سودا بازی ہو سکے گی اور نہ کسی کی دوستی کام آئے گی یعنی موت کے وقت یا میدانِ حشر میں یہ احساس ہو کہ میں نے یہ دولت یا طاقت وغیرہ غلط جگہ پر خرچ کر دی تو کوئی سودا بازی نہ ہو سکے گی کہ صورتِ حال بدل سکے اور اگر کسی کی دوستی میں ایسا کیا ہوگا تو وہ دوست یا اس کی دوستی بھی کام نہ آئے گی۔ ان آیات سے شفاعتِ انبیاء یا صلحا کا انکار مراد نہیں وہ تو الگ ثابت ہے کہ وہ لوگ نیکی کی دعوت دیتے ہیں یہ اس دوستی کی بات ہے جو گناہ پر آمادہ کرنے والی ہو۔

اگر تمہیں یہ خیال ہو کہ یہ کمالات تمہارے ذاتی ہیں تو اپنے گرد نگاہ کرو یہ زمین اور آسمان اور ان میں طرح طرح کی خوبیاں اور کمالات کس نے بنائے صرف اللہ نے اسی نے بادل سے پانی برسا کر اسے روئیدگی کا سبب بنا دیا۔ اور طرح طرح کے پھل پیدا فرمائے جو تمہاری غذا بنے۔ جب تمہارا وجود ہی اس غذا پہ قائم ہے تو تمہارے اوصاف تو پھر آگے تمہارے وجود پہ انحصار رکھتے ہیں۔ اس نے تمہیں عقل عطا فرمائی کہ تم مختلف طرح کے جہاز بنا کر سمندروں پہ بھی رواں دواں ہو اور دریاؤں کو تمہاری خدمت پہ لگا دیا۔ کہیں زمین سیراب کرتے ہو تو کہیں ان سے مشین چلا رہے ہو نہ صرف یہ بلکہ اس نے

سُورج چاند اور دیگر سیاروں کو تمہاری خدمت پہ لگا دیا۔ شب و روز کو تمہاری ضروریات کی تکمیل پر مقرر کر دیا کہ پُورے جہان کی ہر حرکت اور سکون اے انسانو محض تمہاری خدمت اور تربیت کے لیے وقف ہے یقیناً تمہارا خالق بھی وہی ہے اور ان جہانوں کا اور اس نظام کا بھی، تمہارے کمالات اسی نظام کے محتاج ہیں تو پھر سوچو بھلا وہ تمہارے ذاتی کیسے ہو سکتے ہیں۔

وہ ایسا کریم ہے کہ تمہاری ہر ضرورت پُوری فرما دی یعنی "جو تم نے مانگا" سے مراد ہے کہ جو بھی تمہارے وجود کا تقاضا تھا وہ موسم تھا یا رات دن وہ لباس تھا کہ غذا وہ وقت تھا یا دوا غرض ہر شے تمہارے گرد مہیا کر دی اور اس قدر بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں کہ اگر تم شمار کرنا چاہو تو بھی ممکن نہیں تم گن ہی نہیں سکتے۔ پھر ایسے کریم کی ناشکری اور نافرمانی کتنی بڑی بات ہے۔ بیشک انسان بڑا ہی بے انصاف بھی ہے اور ناشکر گذار بھی۔

رکوع نمبر ۶ آیات تا وما ابری ۱۳ / ۱۸

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝۳۵

اور جب ابراہیم نے دُعا کی کہ میرے پروردگار اس شہر کو (لوگوں کے لئے) امن کی جگہ بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے کہ بتوں کی پرستش کرنے لگیں بچائے رکھ ۝۳۵

35. And when Abraham said: My Lord! Make safe this territory, and preserve me and my sons from serving idols.

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۶

اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جس شخص نے میرا کہا مانا وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو تُو بخشنے والا مہربان ہے ۝۳۶

36. My Lord! Lo! they have led many of mankind astray. But whoso followeth me, he verily is of me. And whoso disobeyeth me—still Thou art Forgiving, Merciful.

رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝۳۷

اے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (و ادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔ اے پروردگار تاکہ یہ نماز پڑھیں تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں ۝۳۷

37. Our Lord! Lo! I have settled some of my posterity in an uncultivable valley near unto Thy holy House, our Lord! that they may establish proper worship; so incline some hearts of men that they may yearn toward them, and provide Thou them with fruits in order that they may be thankful.

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَي اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝۳۸

اے پروردگار جو بات ہم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں تو سب جانتا ہے اور خدا سے کوئی چیز مخفی نہیں (نہ) زمین میں نہ آسمان میں ۝۳۸

38. Our Lord! Lo! Thou knowest that which we hide and that which we proclaim. Nothing in the earth or in the heaven is hidden from Allah.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ

خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو بڑی عمر میں

39. Praise be to Allah Who hath given me in my old age.

إِسْمٰعِيْلَ وَإِسْحٰقَ ۚ إِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۹﴾

اسمٰعیل اور اسحاق بخشے۔ بیشک میرا پروردگار دُعا سننے والا ہے ﴿۳۹﴾

Ishmael and Isaac! Lo! my Lord is indeed the Hearer of Prayer.

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ﴿۴۰﴾

اے پروردگار مجھکو ایسی توفیق عنایت کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی ایسی توفیق بخش۔ اے پروردگار میری دعا قبول فرما ﴿۴۰﴾

40. My Lord! Make me to establish proper worship, and some of my posterity (also); our Lord! and accept the prayer.

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ ع

اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت کیجیو ﴿۴۱﴾

41. Our Lord! Forgive me and my parents and believers on the day when the account is cast.

اسرار و معارف

پ۱۳ - ع ۱۸ - وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ ..... ۳۵ تا ۴۱

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ اہلِ مکّہ اپنے کو اپنے آباؤ اجداد کا پیرو کہتے ہیں تو سب سے محترم ہستی ان میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی تھی اور اہلِ مکّہ کو بھی انہی کی پیروی کا دعویٰ تھا تو ان کا حال تو یہ تھا کہ مکّہ مکرّمہ کا وجود نہ تھا جب اس بیابان ویرانے میں انہوں نے اپنے ننّھے مُنّے لختِ جگر اور عمر بھر کی وفاشعار بیوی کو یہاں چھوڑا تھا تو دُعا کی تھی کہ اے اللہ اس شہر کو امن کا شہر بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بُتوں کی پُوجا سے بچا کر رکھیے۔

دُعا کا طریقہ سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام کی دُعا میں مقدم دُنیا کا حال ہے اور وہ بھی بہت عجیب انداز ہے کہ پہلے تو اس ویرانے کی نہ صرف آبادی کی دُعا کی بلکہ انداز یہ تھا کہ جیسے یہ شہر بس گیا ہو یہ آپ کی نگاہِ نبوّت دیکھ رہی تھی کہ اس عفیفہ اور ننھے اسمٰعیل کا قیام یقیناً ایک بہت بڑے شہر کی بنیاد ہے۔ تو دُعا کی کہ اے ہمارے پروردگار اس شہر کو شہرِ امن بنادے کہ انسانی ضروریات میں سب سے مقدم امن ہے۔ اسی کے حصول کی خاطر حکومت تشکیل پاتی ہے اور اسی کے لیے مجرم کو سزا دی جاتی ہے یا قصاص اور بدلہ دلوایا جاتا ہے کہ امن قائم رہے۔ یہی صورتِ حال اطمینان سے زندگی بسر کرنے کے لیے بھی ضروری ہے اور اتنی ہی اس کی ضرورت دین کے قیام کے لیے ہے کہ جہاں سے امن اُٹھ جائے وہاں دین کا قیام بھی ممکن نہیں رہتا۔ لہٰذا کسی شہر یا ملک یا قوم یا معاشرے کی دینی اور دنیوی خوشحالی کا ضامن امن ہے۔ جب تک امن قائم نہ ہو کوئی بھی اصلاحی اور فلاحی کام ہونا ممکن نہیں رہتا لہٰذا ایک شے طلب فرمائی اور

وہ امن تھا دُوسری شے سے بچنے کی دُعا کی وہ بھی بہت جامع کہ مجھے اور میری اولاد کو بُتوں کی پرستش سے بچا اور محفوظ رکھ۔ یہ دُعا فرما کر ہر طرح کی گمراہی اور اللہ کی نافرمانی سے اور اس کے بُنیادی سبب سے بچنے کی استدعا فرمائی۔ ظاہر ہے کہ نبی تو معصوم ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ کو اپنے سے تو بُتوں کی پُوجا کا ڈر نہ تھا۔ مگر دُعا کا یہ قاعدہ بھی ارشاد فرما دیا کہ نیک لوگوں کو دُعا میں شامل کر لینا اس کی قبولیت کا باعث ہوتا ہے۔ اللہ کریم کی عظمت سے یہ بعید ہے کہ آدھی بات مان لیں اور باقی رد کر دیں۔ دوسری حکمت اس میں یہ بھی ہے کہ اہلِ اللہ کے نزدیک ہر وہ شے بُت ہے جو اللہ کی اطاعت سے روک دے جیسا کہ مولانا رومؒ کا ارشاد ہے "ہر خیالِ شہوتے در رہ بُتے ست" کہ ہر وہ شہوانی خیال جو اللہ کی راہ سے روکے بُت ہے۔ تو آپ نے ہر طرح کے بُتوں سے بچنے کی دُعا فرمائی لہٰذا یہ بھی ثابت ہُوا کہ والد نہ صرف دین کے امور میں بلکہ اولاد کے لیے دُنیا کی نعمتوں کا اہتمام کرنے کا ذمّہ دار بھی ہے۔ ارشاد ہُوا کہ بتوں سے بچنے کی استدعا اس لیے کر رہا ہوں کہ بیشتر انسانوں کو انہوں نے گمراہ کر دیا آپ نے اپنی قوم کا حال بھی دیکھ رکھا تھا جو بُت پرستی کے باعث گمراہی کا شکار ہوئی تھی نیز شرک اور غیر اللہ سے اُمید باندھنا ہی بخشش سے محرومی کا سبب بھی ہیں ورنہ بھُول چُوک یا چھوٹی موٹی خطا کا صدور تو انسان سے ہو جانا عجیب بات نہیں کہ انسان کبھی بھی فرشتہ نہیں ہوتا اور اگر اس کا رشتہ اپنے مالک سے قائم رہے تو غلطی پر نادم بھی ہوتا ہے اور اس کی اصلاح کے لیے کوشش بھی کرتا ہے۔ لہٰذا آپ نے دو مختصر جملوں میں دُنیا و آخرت کی ہر نعمت نہ صرف اپنے لیے بلکہ اپنی اولاد تک کے لیے اور شہر مکّہ کے لیے طلب فرمائی مگر اس سب کے باوجود چونکہ انسان راستہ اختیار کرنے میں اپنی پسند کا مالک ہے۔ لہٰذا یہ امکان تو اپنی جگہ پر تھا کہ کچھ لوگ میرا راستہ چھوڑ بھی دیں کے تو عرض کیا کہ جو لوگ تو میری پیروی کریں گے۔ بار الٰہ وہ تو میرے ہی ہوئے مگر وہ بھی جو میری پیروی چھوڑ دیں تیرے بندے تو ہیں اور تُو بخشنے والا بھی ہے اور مہربان بھی۔ اگرچہ کافر کے لیے بخشش کی دُعا کرنے کی اجازت نہیں مگر پیغمبرانہ شفقت کا کمال دیکھیئے کہ اگرچہ بخشش کی دُعا نہ کی مگر یہ ضرور عرض کر دیا کہ اللہ تیری رحمت بھی تو ناپیدا کنار ہے۔ لہٰذا طریقِ نبوت انسانیت سے شفقت اور ہمدردی ہے۔

دُعا کو بار بار پیش کرنا چاہیے

آپ نے پھر سے دہی دُعا دہرائی اور اسی حکیمانہ انداز میں پیش فرمائی کہ دُعا کا سب سے پہلا قدم اطاعتِ الٰہی ہے یہ وطیرہ درست نہیں کہ آجکل کی طرح آدمی عملاً تو نافرمانی کر رہا ہو اور دُعائیں بڑی لمبی لمبی کرے بلکہ مقدم یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت اختیار کرے جیسا کہ آپ نے زوجہ محترمہ اور بچّے کو اس لق و دق صحرا میں چھوڑا اور واپس چل دیئے۔ حدیث شریف کے مطابق جب وہ نظروں سے اوجھل ہوئے تو دُعا کی کہ اے ہمارے رب اے ہماری سب ضروریات کے جاننے اور پورا کرنے والے میں نے تیرے ارشاد کی تعمیل میں اپنی اولاد کو ایک ویرانے میں چھوڑ دیا ہے۔ تیرے حرمت وعظمت والے گھر کے پاس کہ بیت اللہ تو پہلے سے تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر فرمایا تھا۔ مدتوں اس کا طواف ہوتا رہا۔ طوفانِ نوح علیہ السلام میں اُٹھا لیا گیا مگر بُنیادیں باقی رہیں اور جن قوموں پر عذاب آتا تھا ان کے بیشتر نبی بھی یہاں پہنچتے اور اس ٹیکری کا طواف کرتے رہے جن میں بیت اللہ کی بُنیادیں تھیں۔ اکثر کا وصال یہاں ہوا اور مرورِ زمانہ سے زمین میں دفن ہوگئے۔ حضرت شیخنا المکرم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مطاف کے نیچے کم وبیش ننانوے انبیاء کشفاً نظر آتے ہیں جو اسی طرح دفن ہوئے۔ بہرحال اسی ٹیکری کے پاس آپ نے چھوڑا تھا۔ لہٰذا عرض گذار ہوئے کہ میں اپنی اولاد کو تیرے گھر کے پاس تیری عبادت کے لیے چھوڑے جا رہا ہوں لہٰذا تو اس ویرانے کو یُوں آباد فرما کہ اپنے بندوں میں سے کچھ کے قلوب اس کی طرف پھیر دے کہ یہ جگہ ہمیشہ آباد رہے اور ان کو پھلوں سے رزق دے کہ وہ تیرا شکر کریں۔ اب دیکھئے دُعا اور اس کے انداز میں کس قدر حکمتیں ہیں اوّل، تو اللہ کے حکم کی تعمیل فرمائی اور تب دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ سے تعلق اور بُتوں سے اجتناب طلب فرمایا اللہ کی عبادت پر قائم رہنے کی دُعا کی تو ان کی دُنیا کو نہ بھولے آبادی کے لیے سب انسانوں کے آنے کی دُعا نہ کی ورنہ تو اچھا بُرا، مومن کافر سب لوگ وہاں ٹوٹ پڑتے۔ فرمایا من الناس یعنی کچھ لوگوں کے قلوب پھیر دے کہ کچھ سے مراد ہے اللہ جن کو چاہے گا یقیناً نہ چاہے جانے والوں کی نسبت بہتر ہوں گے تو یوں یہاں اچھے لوگ جمع ہوں گے پھر کوئی انہیں زبردستی نہ لائے گا بلکہ اُن کے قلوب پھیر دیئے جائیں گے تو ان کا یہاں آنا اس شہر اور بیت اللہ سے محبت کا ہوگا جس میں فساد کا اندیشہ نہ ہوگا۔

اور ان کے لیے رزق کی دُعا کی تو پھل مانگے چشمہ یا زراعت نہ مانگی ورنہ تو اللہ قادر تھا ان پہاڑوں کو سر سبز کر دیتا وہاں کھیتی باڑی کے ذرائع پیدا کر دیتا مگر آپ نے تیار پھل مانگے کہ اب تک دُنیا کا ہر پھل ہر موسم میں دستیاب ہے اور پھل ایسی جنس ہے کہ جس جگہ پر پھل تک دستیاب ہوں اور باہر سے آتے ہوں وہاں ضرورتِ زندگی کی دوسری چیزوں کی فراوانی ہوتی ہے اور ظاہر ہے جہاں اللہ نعمتیں اس طرح آسانی سے اور فراوانی سے نصیب ہوں وہاں شکر ادا کرنا بھی ضروری ہے تو شاید وہ شکر ادا کر سکیں۔

سوائے ہمارے پروردگار تو خود بہتر جانتا ہے نہ صرف ان امور کو جو ہم عرض کرتے ہیں بلکہ ان کیفیات سے بھی خوب واقف ہے جو ہمارے دلوں پہ وارد ہوتی ہیں وہ فطری غم واندوہ جو ایک ننھے منے لختِ جگر اور وفا شعار صابر وشاکرا اہلیہ کو اس لق ودق صحرا اور سنگلاخ پہاڑوں میں چھوڑنے اور ان کی جدائی سے جو دل پہ طاری ہے وہ تیرے علم میں ہے اور جو کلمات عرض کر رہا ہوں یا حضرت ہاجرہ نے عرض کیا کہ "پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا۔" تو سب سے واقف ہے یہ عرض معروض تو تجھ سے شرفِ ہمکلامی کا باعث ہے ورنہ ہمیں کیا چاہیے اور ہم کس حال میں ہیں تو ہم سے بھی زیادہ جانتا ہے نہ صرف ہماری ذوات وکیفیات کو بلکہ زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے وہ سب تیرے علم میں ہے اور میں تو تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے بڑھاپے میں اور ایسی عمر میں جب اولاد کی بظاہر کوئی اُمید نہ تھی مجھے اسمٰعیل اور اسحاق جیسے فرزندوں سے نوازا بیشک میرا پروردگار دُعائیں قبول فرماتا ہے یعنی آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اللہ کی حمد بیان کی جائے پھر اپنی ضرورت عرض کی جائے اور پھر اس کے احسانات کا تذکرہ کیا جائے کہ پہلے سے حاصل شدہ نعمت کا تذکرہ کرنا شکر ادا کرنا ہوتا ہے جو قبولیتِ دُعا کا باعث ہے۔

اور پھر انجام کی طرف متوجہ ہو گئے گویا صرف دُنیا ہی کے لیے دُعا نہ کی جائے بلکہ ہر دُعا میں اُخروی فلاح اور نجات ضرور مانگنا چاہیے اور اس کا مدار چونکہ دُنیا کی زندگی میں اطاعت پر ہے۔ لہٰذا عرض کیا کہ اے مالک مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی اپنی عبادت پہ کاربند رہنے کی توفیق عطا فرما کہ یہ کام بھی تیری عطا کردہ توفیق ہی سے ممکن ہے اور اس دُعا کو ضرور شرفِ قبولیت عطا کر نیز مجھے بخش دے

میرے والدین کو اور ہر اس فرد کو جیسے ایمان نصیب ہوا۔ محشر کی گھڑی میں اپنی بخشش سے ڈھانپ لے۔
یہاں نجات طلب فرمائی تو ساتھ ایمان کی شرط بڑھا دی کہ جن لوگوں کا خاتمہ ایمان پر نہ ہو ان کے لیے
نجات طلب کرنا جائز نہ تھا۔

رکوع نمبر ۷ آیات تا وما ابری ۱۳ ۱۹

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿۴۲﴾

اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جبکہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی ﴿۴۲﴾

42. Deem not that Allah is unaware of what the wicked do. He but giveth them a respite till a day when eyes will stare (in terror).

مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ؕ ﴿۴۳﴾

(اور لوگ) سر اٹھائے ہوئے (میدان قیامت کی طرف) دوڑ رہے ہوں گے ان کی نگاہیں ان کی طرف لوٹ نہ سکیں گی اور ان کے دل (مارے خوف کے) ہوا ہو رہے ہوں گے ﴿۴۳﴾

43. As they come hurrying on in fear, their heads upraised, their gaze returning not to them, and their hearts as air.

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ ﴿۴۴﴾

اور لوگوں کو اس دن سے آگاہ کر دو جب ان پر عذاب آ جائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت عطا کر تاکہ ہم تیری دعوت (توحید) قبول کریں اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو (اس حال سے جس میں تم ہو) زوال (اور قیامت کو حساب اعمال) نہیں ہوگا ﴿۴۴﴾

44. And warn mankind of a day when the doom will come upon them, and those who did wrong will say: Our Lord! Reprieve us for a little while. We will obey Thy call and will follow the messengers. (It will be answered): Did ye not swear before that there would be no end for you ?

وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾

اور جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے تم ان کے مکانوں میں رہتے تھے اور تم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کس طرح (کا معاملہ) کیا تھا اور تمہارے (سمجھانے کے) لیے مثالیں بیان کر دی تھیں ﴿۴۵﴾

45. And (have ye not) dwelt in the dwellings of those who wronged themselves (of old) and (hath it not) become plain to you how We dealt with them and made examples for you?

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾

اور انہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی (سب) تدبیریں خدا کے ہاں (لکھی ہوئی) ہیں گو وہ تدبیریں ایسی (غضب کی) تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں ﴿۴۶﴾

46. Verily they have plotted their plots, but their all plot is with Allah, though their plots were such whereby the mountains should be moved.

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ ﴿۴۷﴾

تو ایسا خیال نہ کرنا کہ خدا نے جو اپنے پیغمبروں سے وعدہ کیا ہے اس کے خلاف کرے گا۔ بیشک خدا زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے ﴿۴۷﴾

47. So think not that Allah will fail to keep His promise to His messengers. Lo! Allah is Mighty, Able to Requite (the wrong).

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ خدائے یگانہ و زبردست کے سامنے نکل کھڑے ہوں گے ﴿۴۸﴾

48. On the day when the earth will be changed to other than this earth, and the heavens (also will be changed) and they will come forth unto Allah, the One, the Almighty,

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۚ ﴿۴۹﴾

اور اس دن تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ﴿۴۹﴾

49. Thou wilt see the guilty on that day linked together in chains.

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ۙ ﴿۵۰﴾

ان کے کرتے گندھک کے ہوں گے اور ان کے مونہوں کو آگ لپٹ رہی ہوگی ﴿۵۰﴾

50. Their raiment of pitch, and the Fire covering their faces.

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾

یہ اس لیے کہ خدا ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے۔ بیشک خدا جلد حساب لینے والا ہے ﴿۵۱﴾

51. That Allah may repay each soul what it hath earned. Lo! Allah is Swift at reckoning.

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْۤا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾ ع ۱۹

یہ قرآن لوگوں کے نام (خدا کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں ﴿۵۲﴾

52. This is a clear message for mankind in order that they may be warned thereby, and that they may know that He is only One God, and that men of understanding may take heed.

اسرار و معارف

پ ۱۳ - ع ۱۹ - وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا ..... تا ..... لیذکر و اولوا الالباب آ ۴۲ تا ۵۲

یہ نہ سمجھا جائے کہ جو لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہیں آخر ان کا وقت بھی تو بسر ہو رہا ہے پھر اطاعت کرنے یا اطاعت کی توفیق طلب کرنے کی کیا ضرورت بلکہ یہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ جو لوگ ظلم میں مبتلا ہیں اللہ ان کے حال سے بھی خوب واقف ہے۔ انہیں صرف چند روزہ زندگی کی مہلت نصیب ہے جو اطاعت کے لیے بخشی گئی مگر وہ نافرمانی پہ ضائع کر رہے ہیں انہیں تب خبر ہو گی جب قیامت کا دن آجائے گا جو اتنا ہیبت ناک ہو گا کہ کفار کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔ پلکیں تک جھپکنے سے رُک جائیں گی اور سر اُٹھائے ہوئے دَوڑ رہے ہوں گے حساب کتاب کی طرف جبکہ حیرت اور خوف سے آنکھ تک نہ جھپک سکیں گے اور دل سے ہول اُٹھتے ہوں گے گویا دل میں دھواں بن کر اُڑے جا رہے ہوں۔ دُنیا میں اگرچہ یہ لوگ خود کو بڑی عیش میں محسوس کرتے ہیں مگر حقیقتاً یہ اپنے آپ کو بہت ہی ہیبت ناک عذاب کی طرف لے جا رہے ہیں۔

آپ ان لوگوں کو اس دن کی سختی سے ضرور متنبہ فرمائیے کہ جس روز یہ کہہ اُٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں ایک بار دُنیا میں لوٹا دے اور دیکھ ہم کس طرح تیری دعوت قبول کرتے ہیں۔ ہم تیرے رسُولوں کی غلامی کا حق ادا کر دیں گے تو ارشاد ہو گا تم دُنیا سے گذر چکے تمہیں مہلت دی گئی۔ تمہارے پاس اللہ کے رسُول آئے مگر تم اسی بات پہ اصرار کرتے رہے کہ ہمارا کچھ نہ بگڑے گا اور ہم مال و دولت اور دُنیا میں مگن عیش ہی کرتے رہیں گے۔

تمہیں یہ بھی خیال نہ گذرا کہ آخر جن بستیوں میں تم بستے ہو یا جس دُنیا میں تم رہتے ہو اس میں تم پہلے لوگ تو نہیں ہو تم سے پہلے یہاں لوگ آباد رہے اور ان میں بھی بڑے بڑے طاقتور اور نافرمان تھے پھر تم خوُب جانتے ہو کہ ان کا انجام کیا ہُوا اور اللہ کے عذاب نے انہیں کس طرح نابود کر دیا بلکہ تمہارے لیے مثال اور عبرت کا سبب بنا دیا۔

یہ نہ سمجھو کہ انہوں نے کوئی تدبیر نہ کی ہو گی بلکہ انہوں نے بہت تدبیریں کیں۔ حتیٰ کہ پہاڑ تک اپنی جگہ سے ٹل جاتے مگر اللہ کے سامنے ان کی نہ چل سکی یا یہ کہ تم اے کفار کیسی کیسی چالیں سلام کو روکنے اور مسلمانوں کو ستانے کے لیے کرتے ہو کہ پہاڑ تک اپنی جگہ سے ٹل جائیں مگر جن قلوب میں اللہ کا نام سما گیا ہے ان پر کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا کہ اللہ تمہیں ناکام کرنے پہ قادر ہے۔

اس غلط فہمی میں بھی نہ رہو کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے کہ قیامت قائم کروں گا اور کفر کا انجام بہت برا ہو گا۔ شاید اس طرح نہ ہو بلکہ ضرور ایسا ہی ہو گا کہ اللہ بہت طاقت والا اور غالب ہے اور بدلہ لینے والا ہے بلکہ اس روز زمین و آسمان تک بدل دیئے جائیں گے یہ زمین ایسی نہ رہے گی کہ انسان کے لیے آرام، پناہ یا غذا مہیا کرے بلکہ حدیث شریف کے مطابق اسے کھینچ کر برابر کر دیا جائے گا جیسے ایک چٹیل میدان اور نہ آسمان اس طرح روشنیاں بکھیرنے والے یا بارش برسانے والے ہوں گے بلکہ دونوں کے اوصاف ایسے بدلیں گے کہ کفار کے لیے باعثِ عذاب اور مومنین کے لیے باعثِ راحت بن جائیں گے اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ ان کی ذات ہی بدل دی جائے اور نئی زمین پیدا کر دی جائے جس میں یہ نئی خصوصیات ہوں اور لوگ صرف اور صرف اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے نکل کھڑے ہوں گے جو واحد ہے اور بہت زبردست ہے۔

اے مخاطب تم اس روز مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا دیکھو گے کہ جن اطوار کا مجرم ہو گا اس طرح کے دوسرے مجرموں کے ساتھ زنجیروں میں بندھا ہو گا ان کے لباس ایک آتش گیر مادہ سے بنے ہوں گے اور آگ کے شعلوں نے ان کے چہروں تک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہو گا۔ (العیاذ باللہ)

یہ سب مجمع اس لیے ہو گا کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے بلاشبہ اللہ بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

یہ سب حالات جو پیش آنے والے ہیں لوگوں کو سنا دیجئے کہ ان کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ جان لیں وہ اکیلا ہی معبودِ برحق ہے اور اسی کی اطاعت میں بہتری ہے تاکہ عقلمند لوگ ان حالات کو سن کر نصیحت حاصل کریں۔